# فسادات لاہور پر تبصرہ

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

# فسادات لاہور پر تبصرہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ - ھُوَ النَّاصِرُ

برادران! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

پچھلے منگل ' بدھ اور جمعرات کو لاہور میں جو فساد ہوا ہے اس کے واقعات سے تو آپ لوگ دوسروں کی نسبت زیادہ واقف ہیں ' اس لئے ان کے متعلق مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ہاں میں اس امر پر افسوس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بے گناہ مسلمانوں کو جو نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکل رہے تھے ' بعض ہندوؤں اور سکھوں نے ہندوؤں کے اشتعال دلانے پر بے دردی سے قتل کر دیا اور پھر ان کے جنازہ کے وقت بلا کسی انگیخت کے سنگ باری کر کے جلتی ہوئی آگ پر اور تیل ڈالا۔ ہاں میں اس موقع پر ان لوگوں کی موت پر بھی افسوس کرتا ہوں جو سکھوں یا ہندوؤں میں سے اس جوش و فساد کے موقع پر مارے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے اکثر اسی طرح بے گناہ تھے جس طرح کہ مسلمان کیونکہ ان کا جُرم ثابت نہیں کیا گیا۔ جس طرح سوامی شردھانند کے مارے جانے پر قاضی محبوب علی صاحب کا مارا جانا جائز نہ تھا اسی طرح مسلمان مقتولین کے بدلہ میں ان لوگوں کا مارا جانا درست نہ تھا اور گو اَلْبَادِیُ اَظْلَمُ کے ماتحت ہندو اور سکھ صاحبان یقیناً ظالم ہیں جنہوں نے ابتداء کی اور بے دردانہ ابتداء کی اور پھر اپنے ظلم پر اصرار کیا اور اس کو جاری رکھا۔ لیکن باوجود اس کے ہندوؤں اور سکھوں کے مقتولین پر بھی ہمیں اخلاقاً اور شرعاً اظہار افسوس کرنا چاہئے اور چاہئے کہ ایسے مواقع پر آئندہ اس قسم کا بدلہ نہ لیا جائے۔ اسلام کا فخر اس کی مظلومیت میں ہے اور ہمیں رسول کریم ﷺ فِدَاہُ نَفْسِیْ وَ رُوْحِیْ کے اسوہ حسنہ پر چل کر بتا دینا چاہئے کہ

مسلمان کے جذبات ہمیشہ اس کے قابو میں رہتے ہیں۔

ہمیں اپنا بدلہ اس تعلیم سے اور اس تعصّب سے لینا چاہئے جس کے نتیجہ میں یہ واقعات ظاہر ہو رہے ہیں اور ہمیں یہ عہد کر لینا چاہئے کہ ہندوستان کے ہر گھر میں اسلامی تعلیم کو قائم کر دیں۔ تا نہ یہ اختلاف مذاہب رہے اور نہ یہ خونریزیاں ہوں۔ ان تمام فسادات کا علاج صرف تبلیغ اسلام ہے اور اس کام کے لئے ہمیں کسی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ عارضی جوش اسلام کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔ اسلام ہم سے اس قربانی کا مطالبہ کرتا ہے جو ہر روز کی جائے' دن کو بھی اور رات کو بھی۔ وہ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم اپنے آرام اور اپنی آسائش کو اس کے لئے قربان کر دیں۔ ہم اس کی اشاعت کے لئے اپنے سارے ذرائع کو استعمال کریں اور سانس نہ لیں' آرام کی نیند نہ سوئیں جب تک اس امر میں کامیاب نہ ہو جائیں۔ پس پچھلے واقعات سے سبق حاصل کر کے آپ لوگوں کو چاہئے کہ اشاعت اسلام کی طرف توجہ کریں۔ اور اپنے اموال اور اپنے اوقات اس راہ میں خرچ کریں۔

میں آپ لوگوں کو یہ بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ سکھ صاحبان کے گُرو اسلام کے بہت بڑے مداح تھے۔ اور مسلمان اولیاء سے ان کے گہرے تعلقات تھے بلکہ ہماری تحقیق کی رو سے تو حضرت باوا نانک رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مسلمان تھے۔ تبھی تو انہوں نے مکہ کا حج کیا اور باوا فرید صاحب رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور ان کے جانشینوں نے میاں میر صاحب رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ سے امرتسر کے گوردوارہ کا پتھر رکھوایا۔ لیکن بہرحال اس میں تو کوئی شک نہیں کہ ان کے تعلقات مسلمانوں سے ہندوؤں کی نسبت زیادہ تھے اور صرف بعد میں سیاسی اختلافات کی وجہ سے سکھ صاحبان ہندو صاحبان سے مل گئے۔ لیکن اب بھی توحید کے مسئلہ میں وہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں اور یہی سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ سکھ صاحبان سے تعلقات کو بڑھائیں اور اس شورش کی وجہ سے اس امر کو نظر انداز کر دیں کہ سکھ صاحبان صرف ہندوؤں کا ہتھیار بنائے گئے ہیں ورنہ وہ دل سے مسلمانوں کے دشمن نہیں ہیں۔ بلکہ بوجہ اپنے بزرگوں کی نصائح اور توحید پر ایمان رکھنے کے مسلمانوں کا داہنا بازو ہیں اور مسلمانوں کی ذرا سی توجہ کے ساتھ وہ اپنی غلطی کا اعتراف کر کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ملک سے فساد اور شورش کو مٹانے کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ خصوصاً جب کہ ان کا سیاسی فائدہ بھی مسلمانوں سے ملنے میں ہے۔ کیونکہ ہندوؤں سے مل کر وہ اس صوبہ میں قلیل التعداد ہی

رہتے ہیں لیکن مسلمانوں سے مل کر وہ ایک زبردست پارٹی بنا سکتے ہیں جو پنجاب کو اس کی پرانی شان و شوکت پر قائم کرنے میں نہایت مفید ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد میں مسلمانوں کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہر جگہ ہر قصبہ اور ہر شہر کے مسلمانوں کو جلسے کر کے گورنمنٹ کو توجہ دلانی چاہئے کہ وہ یا تو سب کو ہتھیار رکھنے کی اجازت دے یا پھر کسی کو بھی اجازت نہ دے۔ ورنہ ہر وقت کے خوف کی وجہ سے مسلمانوں کی اخلاقی حالت بہت ہی گر جائے گی۔ لیکن جب تک گورنمنٹ اس بارہ میں کوئی کارروائی نہ کرے، جہاں قانون اجازت دیتا ہے، وہاں کے مسلمانوں کو اپنے پر فرض کر لینا چاہئے کہ ہر ایک شخص اپنے گھر میں ایک سونٹا رکھے اور جب بھی وہ گھر سے باہر نکلے سونٹا لے کر نکلے خواہ وہ نماز کے لئے ہی کیوں نہ جاتا ہو۔ اگر اس امر کی طرف پہلے توجہ کی جاتی تو اس قدر جان کا نقصان نہ ہوتا۔ ہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک مسلمان کو یہ عہد کر لینا چاہئے کہ وہ اسلامی تعلیم کے مطابق کبھی حملہ میں ابتداء نہیں کرے گا بلکہ صرف مجبوری کی حالت میں جب اپنی جان کو خطرہ میں دیکھے گا، سونٹے کو استعمال کرے گا اور وہ بھی اس وقت تک کہ حملہ آور بے کار ہو جائے اور انسانی جان کے لینے سے بکلّی اجتناب کرے گا۔

ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ مسلمان مقتولین و مجروحین اور ان کی جو بے قصور گرفتار کئے گئے ہیں خصوصاً اور ہندو اور سکھ مقتولین و مجروحین کی عموماً مدد کریں۔ تا ان گھروں پر جن کے آدمی مارے گئے ہیں یا زخمی ہوئے ہیں، دوہری مصیبت نازل نہ ہو۔ ایک مصیبت جان کی اور دوسری فاقہ کشی کی۔ ہمیں اس امداد میں اسلامی تعلیم کے مطابق اس قدر وسیع الحوصلہ ہونا چاہئے کہ ہندو اور سکھ مقتولین اور مجروحین کی امداد سے بھی غفلت نہ کی جائے۔ مسلمان ہمیشہ مصیبت زدہ دشمن کی مدد کرتے چلے آئے ہیں حتّٰی کہ تُرک اس گئے گذرے زمانہ میں بھی جنگی قیدیوں کو آپ بھوکا رہ کر کھانا کھلاتے رہے ہیں۔ پس ہماری ہمدردی کی بنیاد قرآن کریم کے پیش کردہ خدا کی طرح ربوبیت عالمین پر ہونی چاہئے۔ میں اس غرض کے لئے اپنی جماعت کی طرف سے دو سو روپیہ کا وعدہ کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے احباب اپنے اپنے حلقہ اثر میں دوسرے بہی خواہان بنی آدم سے بھی مناسب رقوم جمع کر کے اس غرض کیلئے بھجوائیں گے تا کہ جلد سے جلد مصیبت زدگان کی مناسب امداد کی جائے۔

میں نے اپنے چیف سیکرٹری خان ذوالفقار علی خان صاحب برادر مولوی محمد علی صاحب

ایڈیٹر و مالک ہمدرد دہلی اور فارن سیکرٹری ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب سابق مبلغ امریکہ کو جو دونوں کہ اس وقت لاہور میں ہیں' ہدایت کی ہے کہ وہ جہاں تک ہو سکے اس مشکل کے وقت میں مسلمانوں کی امداد کریں اور جماعت کے دوسرے دوستوں سے بھی مدد دلوائیں۔

مجھے نہایت افسوس ہے کہ لاہور میں جہاں کے باشندوں کو میں نے ہمیشہ اپنے نفس پر قابو رکھنے والا اور حوصلہ مند پایا ہے' اس قسم کا فساد ہوا اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ فساد آخری فساد ہوگا۔ اور اس سے سبق حاصل کر کے وہ لوگ جو ہندوستان میں فساد کی آگ بھڑکانے میں خاص لذّت حاصل کر رہے ہیں۔ اور جن میں سے بعض بدقسمتی سے لاہور کے باشندے ہیں آئندہ اپنے رویہ میں تبدیلی کریں گے اور غور کریں گے کہ کس طرح اس فساد کے موقع پر وہ ہندو جو احمدیوں کے درمیان رہتے تھے' ہر ایک شر سے محفوظ رہے ہیں۔ اور نصیحت حاصل کریں گے کہ تبلیغ کے جوش کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ انسان انسانیت سے بھی خارج ہو جائے۔ ان ہندو صاحبان کا جوش تبلیغ' احمدیوں سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ پس جس طرح باوجود انتہائی درجہ کا جوش تبلیغ رکھنے کے ایک احمدی ایک ہندو پر ہاتھ نہیں اٹھاتا' ایک ہندو کیوں ایک مسلمان پر ہاتھ اٹھائے۔

میں اس امر کا اظہار کر کے اس اشتہار کو ختم کرتا ہوں کہ میں نے ایک رسالہ لکھا ہے کہ اس وقت مسلمان اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کس طرح کر سکتے ہیں۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ دو پیسہ کا ٹکٹ بھیج کر یہ رسالہ صیغہ ترقی اسلام قادیان سے مفت طلب کریں۔ شاید کہ خدا تعالیٰ ان کے ہاتھ سے کوئی خدمت لے لے اور ان کے لئے دین و دنیا کی بہتری کے سامان جمع ہو جائیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

خاکسار

میرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ قادیان گورداسپور

(الفضل ۱۳ مئی ۱۹۲۷ء)